ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُحَنِّطُوْهُ، وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهُ، فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ اَيُّوْبُ يُلَبِّيْ، وَقَالَ عَمْرٌو مُلَبِّيًا.

گیا' پس آپ نے فرمایا: اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو' اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ' اور نہ اس کا سر ڈھانپو' کیونکہ اس کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا' ایوب نے کہا: اس حال میں کہ وہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا' عمرو نے کہا: وہ تلبیہ پڑھنے والا ہوگا۔

اس حدیث کی شرح' صحیح البخاری: ۱۲۶۵ میں گزر چکی ہے۔

۲۲ - بَابُ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيْصِ الَّذِيْ يُكَفُّ، اَوْ لَا يُكَفُّ، وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيْصٍ

اس قمیص میں کفن دینا جس کا حاشیہ سلا ہوا ہو یا بے سلا اور بغیر قمیص کے کفن دینا

۱۲۶۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ، جَاءَ ابْنُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ، وَصَلِّ عَلَيْهِ، وَاسْتَغْفِرْ لَهُ. فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَهُ، فَقَالَ اٰذِنِّيْ اُصَلِّيْ عَلَيْهِ. فَاٰذَنَهُ. فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، فَقَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ؟ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ (التوبہ: ۸۰) فَصَلّٰى عَلَيْهِ، فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا﴾ (التوبہ: ۸٤).

[اطراف الحدیث: ۴۶۷۰-۴۶۷۲-۵۷۹۶]

امام بخاری روایت کرتے ہیں: ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا: ہمیں یحییٰ نے حدیث بیان کی از عبید اللہ' انہوں نے کہا: مجھے نافع نے حدیث بیان کی از حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ عبد اللہ بن ابی جب مر گیا تو اس کا بیٹا رضی اللہ عنہ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' پس اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اپنی قمیص مجھے عطا کریں' میں اس کو کفن پہناؤں گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لیے استغفار کریں' پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قمیص عطا فرمائی اور فرمایا: مجھے مطلع کرنا میں اس کی نماز پڑھاؤں گا' پس انہوں نے آپ کو مطلع کیا' پس جب آپ نے اس کی نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑ کر کھینچا' پس کہا: کیا اللہ نے آپ کو منافقین کی نماز پڑھانے سے منع نہیں فرمایا؟ آپ نے فرمایا: مجھے اللہ نے دو چیزوں کا اختیار دیا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: آپ ان کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ (بھی) استغفار کریں تو اللہ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ (التوبہ: ۸۰) آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: اور ان میں سے جو کوئی مرجائے تو آپ اس کی کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ (التوبہ: ۸۴)

(صحیح مسلم: ۶۸۹۶-۲۷۷۴' سنن ترمذی: ۳۰۹۸' سنن نسائی: ۱۹۰۰' السنن الکبریٰ: ۱۱۲۲۴' سنن ابن ماجہ: ۱۵۲۳' صحیح ابن حبان: ۳۱۷۵' المعجم' سنن بیہقی ج ۸ ص ۱۹۹' مسند احمد ج ۲ ص ۱۸ طبع قدیم' مسند احمد: ۴۶۸۰-ج ۸ ص ۳۰۸' مؤسسۃ الرسالۃ' بیروت' جامع المسانید لابن جوزی: ۳۵۲۰' مکتبہ الرشد ریاض' ۱۴۲۶ھ' مسند الطحاوی: ۳۰۴۴)

قمیص کو کفن بنانے پر علامہ ابن بطال کا امام ابوحنیفہ پر اعتراض

علامہ ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال مالکی قرطبی متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ قمیص میں کفن دینا جائز ہے امام مالک کے اصحاب نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے لیے اپنی قمیص اس لیے عطا فرمائی تھی کہ عبداللہ بن ابی نے غزوۂ بدر کے دن آپ کے ساتھ ایک نیکی کی تھی اور وہ یہ تھی کہ آپ کے چچا عباس اس وقت قیدیوں میں تھے اور ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا' پس نبی ﷺ نے ان کے لیے قمیص تلاش کی' ان کا قد لمبا تھا اور کسی کی قمیص ان کو پوری نہیں آ رہی تھی' عبداللہ بن ابی کی قمیص ان کو پوری تھی' اس نے اپنی قمیص ان کے لیے دے دی' پس رسول اللہ ﷺ نے اس کا بدلہ اتارنے کے لیے اپنی قمیص اس کے لیے عطا فرمادی۔ (شرح ابن بطال ج ۳ ص ۲۶۵-۲۶۴' دارالکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۴ھ)

مصنف کی طرف سے امام ابوحنیفہ پر علامہ ابن بطال کے اعتراض کا جواب

میں کہتا ہوں کہ علامہ ابن بطال نے یہ غلط لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ قمیص میں کفن دینا چاہیے بلکہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا استدلال ان حدیثوں سے ہے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا: قمیص' ازار اور لفافہ۔

(الکامل لابن عدی ج ۷ ص ۲۵۱۱' المکتبۃ الاثریہ پاکستان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین نجرانی کپڑوں میں کفن دیا گیا' دو کپڑے حلہ تھے اور ایک وہ قمیص تھی جس میں آپ فوت ہوئے تھے۔ (سنن ابوداؤد: ۳۱۵۳' سنن ابن ماجہ: ۱۴۷۱)

کافر کو غسل دینے' کفن پہنانے اور دفن کرنے کے متعلق مذاہب ائمہ

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں مردہ کافر کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے تو آیا مردہ کافر کو غسل دینا' کفن پہنانا اور اس کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں! علامہ ابن التین نے کہا ہے کہ جس شخص کا کافر باپ مر گیا' اس کا مسلمان بیٹا اس کو غسل نہ دے اور نہ اس کی قبر میں داخل ہو' ہاں! اگر اس کو اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اس کو کسی گڑھے میں چھپا دے۔ امام مالک نے اس کی المدونہ میں تصریح کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو یہ خبر دی کہ ان کے والد فوت ہو گئے' تو آپ نے فرمایا: جاؤ! ان کو زمین میں چھپا دو اور ان کو اسے غسل دینے کا حکم نہیں دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں اسے غسل دینے کا حکم دیا لیکن اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

امام طبری نے کہا ہے کہ اپنے کافر باپ کی قبر کو درست کرانے کے لیے اس کی قبر پر کھڑا ہونا جائز ہے اور اس کو دفن کرنے کے لیے اس کے متعلق حدیث صحیح ہے اور اہل علم نے اس پر عمل کیا ہے۔

صاحب الہدایہ نے کہا ہے کہ اگر کافر مر جائے اور اس کا بیٹا مسلمان ہو تو وہ اس کو غسل دے اور کفن پہنائے اور اس کو دفن کرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے والد ابوطالب کے متعلق اسی کا حکم دیا گیا تھا۔

امام محمد بن سعد نے الطبقات میں یہ حدیث اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو ابوطالب کی وفات کی خبر دی تو آپ روئے' پھر مجھ سے فرمایا: ان کو غسل دو' کفن پہناؤ اور ان کو زمین میں چھپا دو'

سو میں نے ایسا کیا' پھر میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: جاؤ! جا کر غسل کرو۔ (سنن نسائی: ۱۹۰)

امام محمد بن سعد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کئی دن تک ابوطالب کے لیے مغفرت طلب کرتے رہے اور اپنے گھر سے نہیں نکلے حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ. (التوبہ: ۱۱۳) نبی اور مؤمنین کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت طلب کریں۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۹۹' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۱۸ھ)

صاحب ہدایہ نے کہا ہے: لیکن کافر کو اس طرح غسل دے جس طرح نجس کپڑے کو دھویا جاتا ہے اور اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ دے اور اس کے کفن پہنانے کے عذر میں سنت کی رعایت نہ کرے اور نہ اس کو خوشبو لگائے' امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام مالک اور امام احمد نے کہا ہے کہ کافر کے ولی (وارث) کے لیے اس کو غسل دینا اور اس کو کفن پہنانا جائز نہیں ہے' لیکن امام مالک نے کہا ہے کہ اس کو زمین میں چھپا دے۔

اس حدیث میں حضرت عمر کی فضیلت ہے کہ ان کی رائے کے موافق قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوگئی' جس میں منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے' لیکن رسول اللہ ﷺ پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ جس وقت آپ نے عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھی تھی' اس وقت یہ آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔ (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۸۰' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۱ھ)

* باب مذکور کی حدیث' شرح صحیح مسلم: ۶۸۹۹۔ ج ۷ ص ۵۷۳ پر مذکور ہے اس کی شرح کے حسب ذیل عنوان ہیں:

① عبد اللہ بن ابی کی مختصر سوانح ② ابن ابی کو قمیص مبارک عطا فرمانے کے متعلق دو متعارض حدیثوں میں تطبیق ③ ابن ابی کو کفن کے لیے قمیص عطا فرمانے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے ایک ہزار منافقوں کا اسلام قبول کرنا ④ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کے متعلق احادیث ⑤ رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی کے نفاق کے باوجود اس کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی تھی؟ ⑥ مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی تھی؟ ⑦ "استغفر لھم اولا تستغفر لھم" سے استغفار کا اختیار مراد لینے پر بعض علماء کا اضطراب ⑧ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کے متعلق امام رازی کا تسامح ⑨ کیا ابن ابی کے حق میں مغفرت کی دعا کا قبول نہ ہونا آپ کی محبوبیت کے منافی ہے۔

* یہ بحث' شرح صحیح مسلم میں ج ۷ ص ۵۸۰ سے ۵۹۱ تک پھیلی ہوئی ہے۔

ہم نے اپنی تفسیر' تبیان القرآن میں بھی "اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ" (التوبہ: ۸۰) کی تفسیر میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے' اس کے عنوان حسب ذیل ہیں:

(۱) عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کا شان نزول (۲) عبد اللہ بن ابی کے لیے قمیص عطاء فرمانے کی وجوہ (۳) اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود عبد اللہ بن ابی کے لیے استغفار کی توجیہات (۴) ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق امام رازی کا تسامح۔

چونکہ شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن میں اس بحث کے تمام پہلو آ گئے ہیں' اس لیے ہم نے یہاں نعمۃ الباری میں اس کی زیادہ تفصیل نہیں کی' جو قارئین اس بحث کو زیادہ تفصیل سے پڑھنا چاہیں' وہ شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن کا مطالعہ کریں۔

۱۲۷۰ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ' عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

امام بخاری روایت کرتے ہیں: ہمیں مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا: ہمیں ابن عیینہ نے حدیث بیان کی

قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ، فَاَخْرَجَهُ، فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِيْقِهِ، وَاَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ. [اطراف الحدیث:۱۳۵۰۔۳۰۰۸۔۵۷۹۵]

از عمرو انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کے دفن ہونے کے بعد اس کے پاس گئے آپ نے اس کو قبر سے نکالا پھر اس میں اپنا لعاب ڈالا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی۔

(صحیح مسلم:۲۷۷۳ الرقم المسلسل:۶۸۹۲ سنن نسائی:۲۰۱۹۔۱۹۰۱ جامع المسانید لابن جوزی:۹۳۸ مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۲۶ھ مسند الطحاوی:۱۰۸۲)

حضرت جابر کی اس روایت کا حضرت ابن عمر کی روایت سے تعارض کا جواب اور عبد اللہ بن ابی کے لیے قمیص عطا فرمانے کی وجوہ

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

امام بخاری کی یہ روایت:۱۲۷۰ اس سے پہلی روایت:۱۲۶۹ کے معارض ہے روایت:۱۲۶۹ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کے بیٹے کو قمیص عطا کی اور اس روایت میں مذکور ہے کہ عبد اللہ بن ابی کو دفن کر دیا گیا تھا پھر آپ نے اس کو قبر سے نکالا اور اس کو قمیص پہنائی، پہلی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور دوسری روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان دو روایتوں میں تطبیق اس طرح کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کے بیٹے کو قمیص عطا کر دی تھی پھر اس کے گھر والوں نے سوچا کہ آپ کو آنے میں مشقت ہوگی اس لیے آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی عبد اللہ بن ابی کو دفن کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے پہنچ گئے اس وقت عبد اللہ بن ابی دفن کیا جا چکا تھا پھر آپ نے حکم دیا اس کو قبر سے نکالا جائے اور آپ نے اس کو اپنی قمیص پہنائی اور اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امام ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ نے اس کو دو قمیصیں عطا کی ہوں ایک قمیص اس کے کفن کے لیے اس کے بیٹے کو دی اور دوسری قمیص اس کو قبر سے نکال کر پہنائی اور ہو سکتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا ہو اور حضرت ابن عمر نے اس واقعہ کا مشاہدہ نہ کیا ہو۔ (کشف المشکل ج ۲ ص ۱۶۲)

اگر یہ اعتراض ہو کہ عبد اللہ بن ابی کے لیے قمیص عطا کرنے میں کیا حکمت تھی حالانکہ وہ منافقین کا سردار تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا بیٹا مخلص مؤمن اور صحابی تھا آپ نے اس کی دل جوئی اور تکریم کے لیے قمیص عطا فرمائی دوسرا جواب یہ ہے: آپ سے جب بھی کوئی سائل سوال کرتا تو آپ اس کے جواب میں "نہ" نہیں فرماتے تھے اور اس کے سوال کو مسترد نہیں کرتے تھے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: بے شک میری قمیص اس سے اللہ کے کسی عذاب کو دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے یہ امید ہے کہ اس سبب سے اس کی قوم اسلام لے آئے گی چنانچہ روایت ہے کہ خزرج نے جب یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قمیص عطا کی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو خزرج کے ایک ہزار آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا۔

دفن کے بعد میت کو قبر سے نکالنے اور قبر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں مذاہب فقہاء

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ عبد اللہ بن ابی کو دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالا گیا اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد کسی ضرورت یا مصلحت سے اس کو قبر سے نکالنا جائز ہے۔

رہا دفن کے بعد میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا اس کو بعض فقہاء نے مکروہ (تحریمی) کہا ہے اور دوسروں نے جائز قرار دیا ہے ایک قول یہ ہے کہ اگر ایک میل یا دو میل تک منتقل کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ایک قول یہ ہے کہ اگر مسافت سفر سے کم فاصلہ تک منتقل کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مسافت قصر کے فاصلہ تک بھی منتقل کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حضرت

عثمان رضی اللہ نے یہ حکم دیا تھا کہ جو قبریں مسجد کے پاس ہیں ان کو بقیع کی طرف منتقل کر دیا جائے اور فرمایا: اپنی مسجد کو وسیع کرو اور امام محمد نے کہا ہے کہ یہ فعل معصیت اور گناہ ہے۔

علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ ہمارے مذہب میں ظاہر یہ ہے کہ میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا جائز ہے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید العقیق میں فوت ہوئے اور ان کو مدینہ میں دفن کیا گیا۔

الحاوی میں مذکور ہے: امام شافعی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک میت کو منتقل کرنا پسندیدہ نہیں ہے تاہم مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور بیت المقدس کا قرب حاصل کرنے اور اس جگہ کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے میت کو منتقل کیا جائے تو جائز ہے علامہ بغوی اور البندنیجی نے کہا ہے کہ میت کو منتقل کرنا مکروہ تحریمی ہے علامہ نووی نے کہا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

امام احمد بن حنبل کے نزدیک میت کو اس کی قبر سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے حضرت معاذ نے اپنی بیوی کی قبر کھود کر اس کو وہاں سے نکالا اور حضرت طلحہ نے قبر کو منتقل کیا اور جماعت کی مخالفت کی۔

(عمدۃ القاری ج ۸ ص ۸۲۔۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ)

اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل اور فقہاء احناف کی تصریحات شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۱۰۔۸۰۸ میں بیان کی گئی ہیں۔